© rasailojaraid.com

میں خوف کی ٹھنڈک اترتی جاتی ہے۔ جدید تعلیم یافتہ لوگ اپنے تئیں "ملا کی جہالت" پر تبریٰ کر کے اپنی "روشن خیالی" کا چراغ روشن کرتے ہیں مگر کیا ان کے پاس بھی زبان و بیان کا یہی اسلوب رہ گیا ہے اور کیا اس سے مسئلہ حل ہو سکتا ہے؟ "ملا" تو جاہل ہے' مگر "جدید تعلیم یافتہ" خاتون کو اپنے انداز گفتار پر غور کرنا چاہیے۔ جذبات کے ہاتھوں مغلوب ہو کر لکھی جانے والی اس کتاب نے اپنے اٹھائے جانے والے چند قیمتی سوالات کو بری طرح مسخ و مجروح کیا ہے۔ (سلیم منصور خالد)

MIDDLE EAST TERRORISM: CURRENT THREATS AND FUTURE PROSPECTS. By Yonah Alexander. Dartmouth Publishing Company, Hampshire, UK. 1994. ISBN 1-85521-510-1

TERRORISM AND THE MEDIA: FROM THE IRAN HOSTAGE CRISIS TO THE WORLD TRADE CENTRE BOMBING. By Brigitte L. Nacos. Columbia University Press. New York. 1994. ISBN 0-231-10014-0

سینٹ آگسٹائن (م:۴۳۰ء) ایک دلچسپ کہانی سناتے ہیں: "ایک بحری قزاق کو پکڑ کے سکندر اعظم کے سامنے لایا گیا۔ سکندر نے اس سے پوچھا: تم سمندروں میں اتنے دھڑلے سے کیسے ڈاکہ زنی کرتے پھرتے ہو؟ اس نے جواب دیا: حضور' آپ ساری دنیا میں بڑے دھڑلے سے ڈاکے مارتے پھر رہے ہیں! فرق صرف اتنا ہے کہ میں یہ کام ایک چھوٹے سے جہاز سے کرتا ہوں' اس لیے میں ڈاکو کہلاتا ہوں' حضور یہی کام ایک عظیم فوج اور بحری بیڑے کے ذریعے عالمی پیمانے پر انجام دیتے ہیں' اس لیے آپ کو شہنشاہ کہا جاتا ہے"۔ (Chomsky, Pirates and Emperors-1)

دہشت گردی کے نام پر دنیا کی طاقتور اقوام نے کمزور اقوام کے خلاف جو مہم چلا رکھی ہے' اس کی تہ میں اصل سچائی کی کتنی صحیح تصویر یہ کہانی پیش کرتی ہے۔ یہ نہیں کہ دہشت گردی کوئی مسئلہ نہیں ہے' مسئلہ ہے۔ یہ نہیں کہ کوئی بھی' بے گناہ افراد کو ہلاک یا خوف زدہ کرنے' یرغمالی بنانے' جہازوں کو اغوا کرنے یا دھماکے سے اڑانے اور شہری آبادیوں پر بمباری کرنے کو جائز سمجھتا ہے' چاہے اپنے جائز مقاصد کے حصول کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ کوئی بھی ایسا نہیں کرتا۔ حقیقی مسئلہ یہ ہے کہ دہشت گردی کی اصطلاح آج کے شہنشاہوں کا جدید ترین ہتھیار بن گیا ہے' بالخصوص امریکہ اور اسرائیل کا۔۔۔ ایک طرف اپنے توسیع پسندی کے مفادات اور جارحانہ عزائم کے لیے تھوک کے حساب سے کی جانے والی دہشت گردی کو چھپانے کے لیے اور دوسری طرف جس کو بھی وہ چاہیں' جو ان کے سامنے کھڑے ہونے کی جرات کر سکتا ہو' اس پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دہشت گرد اور غنڈے کا ٹھپہ لگانے کے لیے' اور جو سزا مناسب سمجھیں' دینے کے لیے' عموماً کسی ذرہ برابر ثبوت کے بغیر۔

وہ سکہ رائج الوقت میں' طاقتور ہیں۔ پوری کی پوری آبادیوں کو دہشت زدہ کر دیتے ہیں۔ انھوں نے لیبیا اور لبنان پر بمباری کی۔ انھوں نے ہزاروں معصوم مرد' خواتین اور بچوں کو ہلاک کیا' انھوں نے لاکھوں فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے گھر کیا' انھوں نے بوسنیا میں بدترین غیر انسانی نسل کشی کا ارتکاب کیا۔ اسرائیل وہ پہلا ملک ہے جس نے ۱۹۵۴ میں شام کا جہاز ہائی جیک کیا۔ یہی وہ سب سے پہلا ملک ہے جس نے اقوام متحدہ کے نمائندہ امن' کاؤنٹ برناڈوٹ (Count Bernadotte) کو ۱۹۴۸ میں قتل کیا۔ امریکہ اور اسرائیل دونوں نے ایران اور لیبیا کے مسافر بردار جہاز فضا میں تباہ کیے اور آزاد ممالک کی حکومتوں کو خفیہ آپریشن سے غیر مستحکم کیا اور ان کا تختہ الٹا۔ پھر بھی وہ عالمی امن و امان کے "مہذب" محافظ ہیں' ان کی شہنشاہوں کی طرح عزت کی جاتی ہے۔ دہشت گرد تو وہ قرار پاتے ہیں جو ان کی دہشت گردی کا شکار ہوتے ہیں' انھیں اپنی بے بسی اور غصے کے عالم میں کچھ نہ کچھ ان ہی کی طرح جواب دینے کی جرات کرتے ہیں۔

یہ اس وجہ سے ہے کہ محاورے اور الفاظ کی طاقت (power of language) ان کی جیب میں ہے۔ دہشت گردی کے اول و آخر کا وہی تعین کرتے ہیں' ذرائع ابلاغ میں بھی اور نام نہاد علمی دنیا میں۔ کیمرے کی آنکھ اور قلم کی نوک سے ان کی تمام تر دہشت گردی کو "جوابی کارروائی" کا نام دیا جاتا ہے۔ وہ مظلوم (victims) بن کر سامنے آتے ہیں جب کہ دہشت گردوں کا مکمل تاثر اصل مظلومین پر' یعنی چھوٹے قزاقوں کے سر منڈھ دیا جاتا ہے۔

افسوس ہے کہ دنیا دہشت گردی کے حوالے سے جو کچھ جانتی ہے' وہ وہی ہے جو ان مہذب قوتوں کی عینک سے نظر آتا ہے۔ مگر ایچ جی ویلز نے کس قدر صاف گوئی سے تہ و بالا کر دینے والی سچائی کو بیان کیا ہے: "آج بھی یورپ کا رواج ہے کہ وہ رومی ادیبوں کی پیروی میں Huns اور ان سے وابستہ لوگوں کا ذکر کسی ناقابل یقین' تباہ کن اور ظالمانہ شے کی حیثیت سے کرتے ہیں --- رومی اپنے دشمنوں کے متعلق بلا جھجک اور بھرپور اتنا جھوٹ بول سکتا ہے جس پر جدید پروپیگنڈا کرنے والے افراد کو لازماً حسد ہو"۔ مگر افسوس کہ جدید دنیا نے رومی طرز عمل کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے' خصوصاً جب کہ معاملہ مسلمانوں' عربوں یا فلسطینیوں کا ہو۔

شاذ ہی ایسا ہوا ہے کہ کوئی میڈیا مین اور اسکالر جھوٹ کے اس فریب کو توڑ کر باہر نکل آئے۔ بدقسمتی سے Yonah Alexander اور Brigitte Nacos بھی اس سے مستثنٰی نہیں ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ معروضی جائزہ لیتے اور سچ کو آشکار کرتے' انھوں نے ادھورا سچ' من گھڑت باتیں' پروپیگنڈا اور وہی ایک

© rasailojaraid.com